رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ للعہ
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

قیمت فی پرچہ (۲/)

ہفتہ وار مملکت

ایڈیٹر میر حسن الدین

رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ للعہ
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۹) | ۱۹ فروردی ۱۳۵۹ف | غرہ جمادی الاول ۱۳۶۹ھ روز یکشنبہ | ۱۹ فبروری ۱۹۵۰ء | نمبر (۳۵)

ہائیڈروجن بم

سامراجیوں کا نیا ہتیار

دنیا ابھی ایٹم بم کی دہشت ناک ایجاد پر لرزہ براندام تھی کہ اب ہائیڈروجن بم بنانے کی اطلاع آئی ہے۔ جو ایٹم بم سے بھی کئی گنا زیادہ ہلاکت آفرین بتایا جاتا ہے۔ اس ایجاد کا سہرا بھی امریکی جنگ پرستوں کے سر ہے۔ امریکہ کا نکتہ نظر دنیا واقف اب تک ایٹم بم کی تخریبی صلاحیتوں کو مشتہر کر رہا تھا اب وہ ہائیڈروجن بم کی ہلاکت آفرینیوں کے گیت گا رہا ہے۔ ان کے نزدیک انسانی علم و شعور کا کام اب صرف بم سازی ہی رہ گیا ہے۔ سائنس ان کی غلام ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے ملکوں میں بے دھڑک مداخلت کرتے ہیں۔ اس کے لئے امریکی خدائی توجہ اور دنیا کے ہر گوشہ میں فوجی اڈے بنانا اپنا قانونی حق سمجھتے ہیں۔ آج کا امریکہ ٹھیک ویسا ہی ہو گیا ہے جس جرم کی پاداش میں ہمدرد روزولٹ نے ہٹلر کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا روزولٹ کے جانشین اسی جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہٹلر کی کارروائیوں کو جائز قرار دینے والا کوئی بین الاقوامی ادارہ نہیں تھا اور امریکہ کے پاس اتحادی قوموں کی انجمن موجود ہے جو نہایت سعادت مندی کے ساتھ اس کی جنگی کارروائیوں اور سامراجی سرگرمیوں کو امن و سلامتی کا جامہ پہنا دیتی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ۱۹۴۶ء میں اتحادی قوموں کی انجمن ایٹم بم کو امن و انسانیت کے لئے خطرناک قرار دے چکی تھی اور اب ۱۹۵۰ء تک نہ صرف یہ کہ ایٹم بم کی صنعت کاری بدستور جاری ہے بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ تخریبی ہتیار بنایا جا رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہٹلر اگر زندہ ہوتا تو آج وہ سب سے زیادہ اتحادی قوموں کی انجمن کا ممنون احسان ہوتا جو اس منشور کی رو سے معرض وجود میں آئی جس میں امن و آزادی اور جمہوریت کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن اب صرف فسطائیت کی پناہ گاہ اور استعماری عزائم ہو گئی ہے اور امریکی حکمران اسے بالکل اپنی جاگیر کی طرح ان ہی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں جو ہٹلر ادھورے چھوڑ کر مر گیا۔

یہی سبب ہے کہ دنیا بھر کے امن پسند اب امن و سلامتی کے لئے اتحادی قوموں کی انجمن کی طرف سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے تہذیب و انسانیت کو اس کے خطرہ سے محفوظ رکھنے کے لئے الگ اپنا ایک ادارہ بنا لیا ہے جو دنیا کے ممتاز ترین سائنس دان، دانشوروں، ادیبوں، اور محنت کشوں کا بین الاقوامی محاذ ہے۔ اس میں بلا تفریق ہر سیاسی، مذہبی اور سماجی نقطہ نظر کے افراد شامل ہیں جو اس امر پر متفق ہیں کہ تیسری جنگ نہیں ہونی چاہئے اور انسانی علم و شعور اور ایجادات کو صرف بنی نوع انسان کی بھلائی اور تعمیر کے لئے وقف ہونا چاہئے۔

جب تک یہ محاذ اور زیادہ مضبوط نہیں ہوتا۔ تیسری جنگ کا خطرہ موجود رہے گا۔ دائمی امن کے قیام کی تحریک کا دامن دراصل دنیا بھر کی جمہوری تحریکوں سے بندھا ہوا ہے اور ہر ملک کے امن پسند سائنس دانوں اور دانشوروں پر واجب ہے کہ وہ اس بین الاقوامی محاذ کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں۔

حال ہی میں جیمس لارنس نے دنیا بھر کے سائنس دانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اگر چاہیں تو دنیا کو ہائیڈروجن بم کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں اور اسی طرح بین الاقوامی امن کے صدر اور شہرہ آفاق سائنس دان موسیو کیوری نے بھی کہا ہے کہ علم قیام امن کی جدوجہد میں حصہ لیں اور سائنس کو تنگ نظروں کی قید سے آزاد رکھیں۔ دنیا کے عوام جنگ نہیں چاہتے۔

ایران اور امن عالم

نیویارک۔ ۱۳ فروری۔ اخبار نیویارک ٹائمز میں اس کے نامہ نگار طہران کی یہ اطلاع شائع ہوئی ہے جس میں اس نے شاہ ایران سے اپنی گفتگو کے دوران میں ان قومی اصلاحات کا ذکر کیا ہے جو شاہ ایران نے ملک کی معاشی و اقتصادی ترقی کے سلسلہ میں نافذ کئے ہیں۔

نامہ نگار مذکور نے شاہ ایران سے اپنی ملاقات کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہی دولت بہت کم ہے کیونکہ اس میں سے زیادہ تر حصہ شاہ کے خاندان میں استعمال ہوتا اور پھر کافی رقم قومی ترقی کے کاموں میں استعمال ہوتی ہے۔

نامہ نگار مذکور کا کہنا ہے کہ شاہ ایران نے اس سے گفتگو کے دوران میں بین الاقوامی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے یہ امید ظاہر کی کہ بہت جلد ممالک متحدہ امریکہ سے ایران کو امداد حاصل ہو گی۔ نامہ نگار نے لکھا ہے کہ آج سے تیس سال قبل شاہ ایران کی دولت ۔۔۔

(ا ی ر ۳ ۔)

مملکت

۱۹ فروردی ۱۳۵۹ف

غذائی صورت حال تشویش ناک ہے

عوامی قائدین کیا کر رہے ہیں؟

مرکزی مجلس مشاورت اغذیہ میں جو ۹ فروردی کو منعقدہ ہوئی تھی رکن رسد آنریبل مسٹر کرشنا راؤ نے حیدرآباد کی غذائی صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ حیدرآباد کا غذائی موقف نازک ہو گیا ہے۔ آپ نے غلہ کی کمی کے جو اسباب بتائے وہ یہ ہیں :-

(۱) چند تعلقوں میں موسم باراں کے اختتام پر ناکافی یا ازاندازہ ضرورت بارش کی وجہ سے فصل خریف اطمینان بخش نہیں تھی۔ لہٰذا خریف کے موسم کے اختتام پر فصل تخمینہ کے مطابق حاصل نہیں ہوئی۔

(۲) لیوی کی مقررہ تعداد کی بغرض خاص کے پروپگنڈے کی وجہ سے وصول نہیں ہوئی۔

(۳) گذشتہ سال مرکزی حکومت نے حیدرآباد کے لئے ایک لاکھ ٹن غلہ مہیا کیا تھا مگر سنہ ۱۹۵۰ء کے لئے اس مقدار کو (۳۵) ہزار ٹن تک گھٹا دیا گیا ہے۔ اور ریاست کو زیادہ سے زیادہ تحصیل غلہ کی ہدایت کی گئی ہے۔ تحصیل غلہ کی حالت دیکھتے ہوئے ہم کو مزید درآمد کی درخواست کرنی ہوگی یا راشن کے اسکیل میں کمی کرنی پڑے گی۔ دہلی میں وزرائے اغذیہ کی حالیہ کانفرنس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ محدود درآمدات کے پیش نظر ریاستوں اور صوبوں کو بھی اپنی ذمہ داریاں محدود کر لینی چاہئیں۔

اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلت اغذیہ کے وجوہ تین ہیں۔ فصلوں کی خرابی، لیوی کی عدم وصولی، اور درآمدات میں کمی۔ جہاں تک فصلوں کی خرابی اور بارش کی کمی یا زیادتی کا تعلق ہے یہ چیزیں انسان کے قابو سے باہر ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ جن بغرض عناصر نے لیوی کی وصولی میں مزاحمت پیدا کی ہے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی سابقہ دور میں بھی یہی عناصر لیوی کے مسئلہ کو سیاسی مسئلہ بنا کر غذائی صورت حال کو بگاڑ رہے تھے۔ انھوں نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ غذا کے مسئلہ کو سیاسیات سے بالاتر رکھنا اور اس پر انسانیت کے نقطۂ نظر سے غور کرنا چاہئے۔ حالیہ دور میں جبکہ حیدرآباد ہندوستان کا جزو بن چکا ہے یہ توقع کی جا رہی تھی کہ غذائی مسئلہ کو سیاسی مسئلہ نہیں بنایا جائے گا کیونکہ اب وہ محرکات باقی نہیں رہے جن کے تحت سابقہ دور میں پروپگنڈہ کیا جاتا تھا۔ مگر رکن رسد کی حالیہ تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان بغرض عناصر نے اب تک اپنی سرگرمیوں کو ترک نہیں کیا ہے۔ ضرورت ہے کہ ان عناصر کے خلاف سخت کارروائی کی جائے اور کاشتکاروں کو ان کے فریب سے آگاہ کیا جائے۔

غلہ کی کمی کی ایک اور وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ گزشتہ سال ایک لاکھ ٹن غلہ مرکزی حکومت نے حیدرآباد کے لئے مہیا کیا تھا مگر اب یہ کوٹہ (۳۵) ہزار ٹن تک گھٹا دیا گیا ہے۔ رکن رسد کی تقریر سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ بقیہ (۶۵) ہزار ٹن غلہ کی فراہمی کے لئے حکومت حیدرآباد کیا کرنا چاہتی ہے۔ مشاورتی مجلس اغذیہ کے ایک غیر سرکاری رکن نے بالکل صحیح کہا کہ :-

> حیدرآباد نے سنہ ۱۹۴۸ء کے قبل ہندوستان کو اجناس برآمد کرکے اس کی مدد کی تھی اب ہندوستان کو حیدرآباد کی مدد کرنی چاہئے۔
>
> جب حیدرآباد ہندوستان کا جزو نہیں تھا اس کو تقریباً ستر ہزار ٹن غلہ ملا کرتا تھا لیکن الحاق کے بعد کوٹہ کم ہو گیا۔

غلہ کی وصولی کی رفتار کو دیکھتے ہوئے غلہ کی کمی کو پورا کرنے کی ہمارے خیال میں ایک ہی صورت رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مرکزی حکومت سال گذشتہ کی طرح بقیہ (۶۵) ہزار ٹن غلہ فراہم کرے۔ اگر اس نازک موقع پر مرکزی حکومت نے مدد نہیں کی تو ہمیں اندیشہ ہے کہ حیدرآباد کی غذائی صورت حال خطرناک ہو جائے گی اور عوام کو فاقوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ مرکزی حکومت یہ پسند نہیں کرے گی کہ حیدرآباد کے عوام فاقوں کی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ شاید انھیں وجوہ کی بنا پر مشاورتی مجلس اغذیہ کے غیر سرکاری ارکان نے مجلس کے حالیہ جلسہ میں حسب ذیل قرارداد منظور کی ہے :-

> مجلس کی یہ رائے ہے کہ ایک طرف تحصیل غلہ کے اعداد اور ریاست کی فصلوں کی حالت اور دوسری طرف ریاست کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے غذائی اجناس کی قلت کو زیادہ سے زیادہ تحصیل غلہ کے باوجود پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے وہ سفارش کرتی ہے کہ حکومت ہند سال گذشتہ کی طرح ریاست کے لئے ایک لاکھ ٹن غلہ کا کوٹہ بحال رکھے کیونکہ (۳۵) ہزار ٹن کا موجودہ کوٹہ ناکافی ہے۔

ہم اس قرارداد کی پوری تائید کرتے ہیں اور جہاں تک ہمیں علم ہے حیدرآباد کے تقریباً تمام جرائد نے اس کی تائید کی ہے ہمیں توقع ہے کہ مرکزی حکومت اس مطالبہ پر فاضلانہ توجہ مبذول کرکے صورت حال کو بد سے بدتر ہونے سے بچائے گی۔

آنریبل رکن رسد نے اپنی تقریر میں ایک تجویز یہ بھی پیش کی ہے کہ یا تو مزید غلہ کی درآمد کی درخواست کی جائے یا راشن کے اسکیل میں کمی کی جائے۔ تجویز کے دوسرے جزو سے ہم متفق نہیں ہیں۔ ہم عام شہریوں کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ موجودہ راشن کا اسکیل غیر معمولی طور پر کم ہے۔ اس وقت کے اسکیل سے روزمرہ کی ضروریات کافی طور پر پوری نہیں ہو رہی ہیں۔ بلدہ کے ہر خاندان کے لئے اجناس خوردنی کا جو حصہ ہفتے کے لئے ملتا ہے وہ پورے ہفتہ کے لئے معمولی طور پر کافی نہیں ہو سکتا بلکہ نصف ہفتہ کے لئے کام آ سکتا ہے۔ غلہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے غریبوں کو کسی طرح اپنی ضرورتوں کی تکمیل کر لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ایسی حالت میں موجودہ راشن میں کمی کی گئی تو حالت بد سے بدتر ہو جائے گی جس کا برداشت کرنا مشکل ہی نہیں دشوار ہو گا۔

اب یہ بات کوئی راز نہیں کہ عوام اپنی غذائی ضروریات کی تکمیل چور بازار سے

کر سکتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بازار میں غلہ موجود ہے اور صرف وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جن کے پاس روپیہ ہے۔ چور بازاری ہمارے شہر کی ایک مستقل خصوصیت بن گئی ہے۔ جب تک چور بازاری کا قلع قمع نہیں کیا جائے گا۔ ذخیرہ بازوں اور نفع اندازوں کو عبرتناک سزا نہ دی جائے گی عوام کو معقول داموں پر غلہ میسر آسکنے کا ضرورت تھی کہ اس ضمن میں حکومت کوئی موثر قدم اٹھاتی اور اپنا اپنی خوب استعمال کرتی۔ یہاں ہم اس امر سے بحث کرنا نہیں چاہتے کہ مزید غلہ اگاؤ کی مہم اب تک کیوں کامیاب نہیں ہو سکی۔ یہ ایک طویل المیعاد پروگرام ہے جس کے نتائج فوراً نکل نہیں ہو سکتے۔ موجودہ صورت حال سے نپٹنے اور غذائی ضروریات کی فوری تکمیل کے صرف تین طریقے ہیں جو حکومت اختیار کر سکتی ہے۔ (۱) مرکزی حکومت سے ایک لاکھ ٹن غلہ کا حصول۔ (۲) باضابطہ لیوی کی وصولی۔ (۳) چور بازاری کا قلع قمع۔

اس سلسلہ میں ہم عوامی قائدین سے بھی ایک دو باتیں کہنا چاہتے ہیں۔ عوامی قائدین کو محسوس کرنا چاہئے کہ انسان کی پہلی بنیادی ضرورت غذا ہے اور اس کے بعد سب کچھ لیکن ہمارے قائدین اقتداری سیاسیات میں ایسے الجھے ہوئے ہیں کہ وہ اس بنیادی مسئلے سے بالکل غافل ہیں۔ انہیں چاہئے کہ سیاسیات سے تھوڑی دیر کے لئے ہٹ کر غذائی مسائل کی جانب متوجہ ہو جائیں۔ غذائی مسائل کا حل صرف ارباب حکومت پر چھوڑ دینا مناسب نہیں۔ اب جب کہ نظام آباد میں اسٹیٹ کانگریس کے قائدین کا اجتماع ہو رہا ہے کیا یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ یہ کارکن سب سے پہلے غذائی مسئلہ کو اپنے پروگرام کا اہم جزو بنائیں گے۔ اگر یہ کارکن کوشش کریں تو وہ کاشتکاروں کو لیوی کی ادائی پر مائل کر سکتے ہیں۔ چور بازاری کرنے والوں کی نشان دہی کر کے انہیں سزا دلا سکتے ہیں۔ اس طرح غذائی صورت حال کو بہتر بنانے میں ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔ کیا ہم توقع رکھیں کہ ہمارے ملک کا رکن اپنے فرض کو محسوس کریں گے؟

نحاس پاشا کا اعلان

مصری پارلیمنٹ کے الکشن میں وفد پارٹی کی جیت برطانیہ کے پچھلے الکشن میں لیبر پارٹی کی کامیابی اور نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کے حال کے الکشن میں قدامت پسندوں کی فتح سے بہت کچھ ملتی جلتی ہے ہر جگہ برسر اقتدار پارٹی کو شکست ہوئی اور اس کے بعض سربرآوردہ لیڈر پارلیمنٹ میں اپنی نشست سے محروم ہو گئے۔ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ عوام نے برسراقتدار حکومتوں کو جنگ کے بعد پیدا ہونے والے نئے مسئلوں سے نپٹنے کا اہل نہیں سمجھا۔ مصر میں طالب علموں کی بے چینی فلاحین (کسانوں) کی بدحالی، بے روزگاری، اور گرانی کی وجہ سے متوسط طبقہ کی پریشانی پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے اس کے علاوہ فلسطین کے تقسیم ہو جانے اور سوڈان پر برطانیہ کا قبضہ قائم رہنے سے مصریوں کے قومی احساسات کو ٹھیس لگی ہے۔ جن حکومتوں کے دور میں یہ باتیں رونما ہوئیں اس سے عوام کی بیزاری ایک قدرتی چیز ہے اور چونکہ یہ حکومتیں کئی پارٹیوں نے مل جل کر بنائی تھیں اس لئے جو جماعت ان حکومتوں سے الگ رہی تھی اس نے ان سب جماعتوں کو مورد الزام قرار دیا اور عوام نے اس جماعت کے ماضی اور مستقبل کے متعلق اس کے ارادوں پر غور کئے بغیر اس کے استدلال کو تسلیم کر لیا اس طرح وفد پارٹی نے ۱۹۳۶ء میں الکشن کا جو بائیکاٹ کیا تھا وہ ۱۹۵۰ء میں اس کے لئے مفید ثابت ہوا۔

وفد کے مخالفوں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ پارلیمنٹ کی دو تہائی نشستیں مختلف پارٹیاں آپس میں تقسیم کر لیں اور صرف ایک تہائی کے لئے الکشن میں زور آزمائی ہو جائے اس تجویز کو شاہ فاروق کی غیر مختتم تائید حاصل تھی۔ مگر وفد پارٹی اس کے خلاف تھی اسے الکشن میں اپنی غالب اکثریت کا یقین تھا لیکن اس کے ساتھ وہ شاہ سے کھلم کھلا مقابلہ پر بھی آمادہ نہیں ہونا چاہتی تھی اس لئے نحاس نے یہ مان لیا کہ ہر جماعت کے سربرآوردہ لوگوں کو پارلیمنٹ میں جگہ دینے کے لئے شاہ کی خواہش کے مطابق پارلیمنٹ کی ۔۔ نشستیں تین بڑی جماعتوں (وفد، سعدی اور لبرل) میں برابر بانٹ دی جائیں۔ اس سے زیادہ دینے کے لئے وہ تیار نہیں ہوئی

الکشن سے چند روز پہلے وفد کے لیڈر نحاس پاشا نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ اگر ان کی پارٹی کو اکثریت نہ حاصل ہوئی تو وہ کسی دوسری پارٹی کے ساتھ مل کر مخلوط وزارت نہ بنائے گی اور نہ کسی دوسری حکومت کے ساتھ تعاون کرے گی۔ ممکن ہے اس اعلان نے بھی مصری عوام کو متاثر کیا ہو۔ اور انہوں نے سعد زغلول پاشا کے ہاتھوں قائم ہونے اور ان کے ساتھی مصطفےٰ نحاس پاشا کی قیادت میں چلنے والی اصل جماعت کی تائید کی۔ جہاں تک کسی جامع اور واضح پروگرام کا تعلق ہے وہ نہ تو وفد کے پاس ہے اور نہ مصر کی کسی دوسری جماعت کے پاس۔ اسی لئے سر دست یہ پیشین گوئی نہیں کی جا سکتی کہ وفدی حکومت مصر کو کدھر لے جائے گی۔ ملک کے موجودہ مسئلوں کو حل کرنے کے لئے کیا طریقے اختیار کرے گی اور اس میں کہاں تک کامیاب ہو گی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نحاس پاشا عرب لیگ کو زیادہ مستحکم بنانے کی کوشش کریں گے۔ ۱۹۴۴ء میں وزارت نحاس کی برطرفی کا ایک سبب یہ بھی تھا جسے برطانیہ نے پسند نہیں کیا تھا۔ عرب لیگ کے استحکام کی اس کوشش میں مصر کے نئے وزیراعظم اور اردن کے بادشاہ عبداللہ میں ٹکر ہو گی۔ عبداللہ کو چونکہ برطانیہ کی سرپرستی حاصل ہے اس لئے برطانیہ سے کشیدگی پیدا ہو سکتی ہے۔

یہ مسئلے کچھ تو اس وجہ سے اٹھیں گے کہ وفد سامراج دشمن جماعت ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ عوام کے ذہن کو مصروف رکھنے کی آسان ترکیب ہے مگر اس ترکیب سے مسئلوں کو ٹالا نہیں جا سکتا۔ مصری عوام کی غریبی مصارف زندگی کی زیادتی اور جاگیرداری نظام کی خرابی ایسے مسئلے ہیں جن کو اگر وفد پارٹی حل نہ کر سکی تو وہ اپنی موجودہ مقبولیت کو برقرار نہ رکھ سکے گی۔ الکشن میں کسانوں کی پارٹی (فلاح) اور سوشلسٹوں کی ناکامیابی سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ مصری کسان مطمئن ہیں یا ان کی کوئی طاقت نہیں ہے ان پارٹیوں کی ناکامی ان کی تنظیم کی خرابیوں کا نتیجہ ہے یہ خرابیاں آگے چل کر دور ہو سکتی ہیں۔

نئی مصری حکومت کو سیاسی اور معاشی مسئلوں کے علاوہ بعض سماجی مسئلوں کا بھی سامنا کرنا ہوگا۔ اگرچہ لڑکیوں کی تعلیم اور لباس پر پابندی لگانے والے سعدی وزیر تعلیم ہار گئے ہیں اور مذہبی انتہا پسند جماعت اخوان المسلمین خلاف قانون قرار دی جا چکی ہے۔ پھر بھی مصر کے موجودہ حالات میں اس قسم کی تحریکوں کا اٹھنا کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔

(قومی آواز)

ہند اور پاکستان میں مصر سمجھوتہ کرائے گا

قاہرہ۔ ۲۰ جنوری۔ مصر کے تمام اخبارات نے اس اعلان کو سراہا ہے کہ کشمیر کے متعلق ہندوستان اور پاکستان کے تنازعہ کو دور کرنے کے لئے مصر فریقین میں سمجھوتہ کروانے کی کوشش کرے گا۔

اخبار الاہرام نے لکھا ہے اس ایقان کا اظہار کیا ہے کہ اگر دونوں حکومتیں ایک دوسرے کو لڑم جھگڑے کی بجائے زیادہ مصالحانہ رویہ سے کام لیں یقیناً مسئلہ کشمیر کا بہت جلد پر امن حل نکل سکتا ہے۔

مصر کے ایک اور اخبار المصری نے بھی مذکورہ بالا اعلان کی پر زور تائید کی ہے۔ المصری لکھتا ہے حکومت مصر نے ہند اور پاکستان میں کشمیر کے متعلق تصفیہ کروانے کی کوشش کا آغاز کر کے ایک اچھا اقدام کیا ہے اخبار مذکور نے آگے چل کر لکھا ہے کہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کشمیر کے جغرافیائی محل وقوع اور اس کی دفاعی اہمیت کے مدنظر امریکہ اور برطانیہ نہیں چاہتے کہ مسئلہ کشمیر کا کوئی حل نکل آئے۔ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہند اور پاکستان میں اختلافات کی خلیج اور زیادہ وسیع کی جائے تاکہ وہاں بیرونی اجارہ داریوں کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جا سکے۔ المصری نے برطانیہ کے رویہ پر کڑی تنقید

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید:۔

آندھرا صوبہ کانگریس کمیٹی کے نائب صدر نے ایک بیان میں فرمایا کہ صوبہ مدراس میں شراب کی بندش بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ شراب کی بندش ہو جانے کے بعد سے لوگوں نے اور زیادہ پینا شروع کر دیا ہے۔ کانگریسی ارکان مقننہ اور وزرا بھی اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ لیکن وہ اسمبلی میں اس ناکامی کا اعتراف کرتے ڈرتے ہیں۔ غلطی کو چھپانے میں کوئی وقار نہیں۔

معاصر "پیام" لکھتا ہے کہ:۔

ذاتی جائداد اور عورت کی ملکیت دونوں ساتھ ساتھ چلتے رہے اور جوں جوں ذاتی جائداد کا ادارہ مضبوط ہوتا گیا عورت کی غلامی کی زنجیریں بھی مضبوط ہو گئیں۔

اب جب کہ جائداد کو قومی ملکیت قرار دینے کا نعرہ ہر طرف بلند ہو رہا ہے کیا معاصر موصوف چاہتا ہے کہ عورت کو قومی ملکیت قرار دیا جائے؟

ایک اخباری اطلاع ہے کہ:۔

کلکتہ کے ہنگاموں کے سلسلہ میں مسلمانان کلکتہ کے ایک وفد نے وزیر اعظم مغربی بنگال سے ملاقات کی اور ان پر اقلیتی فرقہ کی مشکلات اور شکایات کو واضح کیا۔

لیکن حیدرآباد میں ایک وفد کا کام تن تنہا مسٹر یونس سلیم انجام دے رہے ہیں۔ وہ اپنی ذات سے ایک انجمن ہے۔

معاصر "صحافت دکن" لکھتا ہے کہ اختلاف کو دور کرنے کے لئے پاکستان نے جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کو قربان کر کے جنوبی افریقہ سے تجارت کو مناسب سمجھا۔ پاکستان کا یہ فعل ابھی نظر سے نہیں دیکھا جا سکتا۔

ان کرسی نشینوں سے پوچھئے کہ وہ بیدار ہیں یا خواب میں۔

"ماڈرن نیوز" کی اطلاع ہے کہ:۔

محکمہ اطلاعات کے زیر غور یہ مسئلہ ہے کہ حیدرآباد کے جریدہ نگاروں کے ایک وفد کو ہندوستان کے اہم شہروں میں بھیجا جائے تاکہ وہاں کے جریدہ نگاروں سے تبادلہ خیال کر سکیں۔

اگر محکمہ اطلاعات مصارف سفر بھی برداشت کرنے تیار ہو جائے تو اس وفد میں شرکت کے لئے سابقہ موجودہ اور آئندہ مدیران جرائد میں کشمکش شروع ہو جائے گی اور بالآخر اس مسئلہ کو قرعہ اندازی سے طے کرنا پڑے گا۔

"یونائیٹڈ پریس" کی اطلاع ہے کہ:۔

سوامی رامانند تیرتھ اس مہینے کے دوران میں ایک تعلیمی مہم شروع کرنے والے ہیں۔ وہ سو طالب علموں کے اشتراک سے دو بیدر میں ایک کیمپ کھولنے والے ہیں۔

یہ کوئی نئی بات نہیں سوامی جی پہلے بھی مدرس رہ چکے ہیں:۔

پھر آ گئے وہیں پہ چلے تھے جہاں سے ہم۔

صوبہ متحدہ کی عوامی زبان اردو ہے کسی استصواب کے بغیر ہندی کو سرکاری زبان بنایا گیا تو میں سپریم کورٹ سے اپیل کروں گا۔ اگر وہاں ناکامی ہوئی تو اس مسئلہ کو مجلس اقوام متحدہ تک پہنچا دوں گا۔ (مولانا حسرت موہانی)

ایک طرفہ طبیعت ہے حسرت کی طبیعت بھی

معاصر "مشیر دکن" نے یہ خبر شائع کی ہے کہ:۔

ہند پارلیمان کے لئے حیدرآباد کے نمایندوں کی فہرست کے اعلان میں تاخیر کی وجہ سے یہاں کے سیاسی حلقوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔

ہماری اطلاع یہ ہے کہ ہیجان صرف ان افراد میں پیدا ہو رہا ہے جو پارلیمان کے ممبر بننے کے متمنی ہیں۔ عوام میں حسب دستور سکون ہے۔

اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ:۔

تبت کے چینی تاجر اپنا سرمایہ امریکہ کی بنکوں میں منتقل کر رہے ہیں۔ اب تک (۹۰) کروڑ سے زائد چینی سرمایہ امریکہ منتقل ہو چکا۔

چین امریکہ کے ہاتھ سے نکل گیا تو کیا ہے چینی سرمایہ تو امریکہ کے ہاتھ آ گیا۔

ہند پارلیمنٹ میں وزیر صحت راجکماری امرت کور نے کہا کہ طلبا میں دو سال سے دق زیادہ پیدا ہو رہا ہے۔

شاید اسی لئے طلبا بھی ارباب نظم و نسق کو دق کر رہے ہیں۔

پنڈت بابا پرشاد صاحب ایڈوکیٹ کی صدارت میں دکن کا ایک جلسہ ہوا جس میں یہ طے کیا گیا کہ:۔

ایک صدی سے اردو زبان میں کام ہو رہا ہے۔ قانونی اور دفتری اصطلاحات مکمل ہیں۔ عدالتوں اور دفاتر میں کام کرنے والے ان اصطلاحات سے بخوبی واقف ہیں۔ اردو اور ہندی میں زیادہ فرق بھی نہیں ہے۔ اردو کے بجائے انگریزی کو رواج دینا اچھا اقدام نہیں۔ اردو زبان کو یک لخت ختم کر دینے سے بیروزگاری میں اضافہ ہوگا۔

مگر معاصر "مشیر دکن" چاہتا ہے کہ اردو کو یک لخت ختم کر دیا جائے۔ یاد رہے کہ مشیر دکن حیدرآباد کا سب سے پہلا اخبار ہے جو اردو میں شائع ہوتا ہے اور اردو کی مخالفت اردو کے ذریعہ کرتا ہے۔

ہندوستان میں پارلیمانی جمہوریت

ایک نیا تجربہ

جب کبھی اہل برطانیہ دوسرے ممالک کے تحریری آئین کو ذہن نشین کرنے اور اسے پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں ہمیشہ دشواری پیش آتی ہے کیونکہ ان کا اپنا کوئی تحریری آئین نہیں اور اسی لئے ان کا اس کا ذاتی تجربہ نہیں۔ برطانیہ کا اپنا طریق حکومت آئینی رسم و رواج وغیرہ سب کچھ ہے لیکن اہل برطانیہ نے ان قواعد کی تعریف و تشریح کر کے انہیں ایک جامع دستاویز کی صورت دینے کی کبھی کوشش نہیں کی اگرچہ اہل برطانیہ نے خود اپنے لئے کوئی آئین نہیں بنایا لیکن انہوں نے کامن ویلتھ کی ہر قوم کو آئین عطا کئے ہیں۔

اس آئین سازی سے اہل برطانیہ کو ان مسائل کا کافی علم ہو چکا ہے جو دوسروں کے طریق حکومت مرتب کرنے میں پیش آتے ہیں اور ہندوستان کے سلسلہ میں تو انہیں بہت واقفیت ہے۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کو مرتب کرنے میں جو لمبا طریقہ استعمال کیا گیا اس سے اہل برطانیہ کو ہندوستان کا آئین بنانے کی مشکلات کا بہت زیادہ علم ہوا۔ اور جس کسی نے اس زمانہ کی بحثوں کو پڑھا ہے وہ ہندوستان کی آئین ساز اسمبلی کے موجودہ کام پر نکتہ چینی کرتے وقت ذرا سوچ سے کام لے گا۔ یہ ایک بڑا بھاری کام تھا اور ایک ایسا بنانا جسے اس قدر ہمہ گیر حمایت حاصل ہو بہت بڑی کامیابی ہے۔

اہل برطانیہ کے لئے سب سے زیادہ دلچسپ بات تو یہ ہے کہ آئین ساز اسمبلی نے پارلیمنٹری طرز حکومت کا انتخاب کیا ہے جس میں وزیر اعظم اور دوسرے وزراء ایوان عام کے سامنے اجتماعی طور پر جوابدہ ہوں گے۔ اسمبلی نے پریذیڈنشل طرز حکومت کو جیسے کہ امریکہ میں رائج ہے نہیں چنا۔ یہ انتخاب کوئی معمولی نہ تھا ابھی یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ سسٹم کس طرح کام کرے گا۔ آئندہ کے پارٹی سسٹم کی ساخت اور عام حق رائے دہندگی پر بہت کچھ منحصر ہے۔

ہندوستان کو ایک مضبوط اور مستحکم ایگزیکٹو کی ضرورت ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا۔ پارلیمنٹری ایگزیکٹو مضبوط ہو اور اس سلسلہ میں فرانس ہی کی مثال لیجئے پھر بھی مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ ایک دانشمندانہ انتخاب ہے۔

شمالی اور جنوبی امریکہ کا تجربہ بتاتا ہے کہ پریذیڈنشل طرز حکومت یا تو بہت زیادہ مضبوط ثابت ہوتی ہے یا کمزور ہو جاتی ہے لیکن اس سلسلہ میں پارلیمنٹری طرز حکومت کا ریکارڈ زیادہ اچھا ہے۔ اور اہل برطانیہ کو اس بات سے قدرتی طور پر خوشی ہوگی کہ ہندوستان کے آئین سازوں نے ایک ایسی طرز کی [illegible] کو اپنایا ہے جو صاف طور پر برطانوی ہے۔ یہ خبر کہ ادارے یقیناً کامن ویلتھ کو مضبوط کرتے چلے جائیں گے اور ایک دوسرے کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوں گے۔

اہل برطانیہ کے لئے دوسری خاص دلچسپی کی بات وہ آئینی دفعات ہیں جو یونین اور ریاستوں کے تعلقات سے متعلق ہیں۔ ایکٹ ۱۹۳۵ء کی طرح آئین ساز اسمبلی نے قانون سازی کے مختلف موضوعات کی تین فہرستیں مرتب کی ہیں فہرستیں یہ ہیں:—

(۱) یونین فہرست (۲) ریاستی فہرست اور (۳) متوازی فہرست گو کافی وجوہات تھیں جن کی بنا پر یہ فیصلہ کیا گیا پھر بھی مجھے اس بات سے ہمیشہ مایوسی ہوتی ہے کہ یہ فیصلہ ناگزیر تھا جب بچے ہوئے اختیارات مرکز کو حاصل ہوں گے یعنی وہ تمام معاملات جن کا ذکر متوازی فہرست یا ریاستی میں نہ ہو ان کو یونین فہرست میں تصور کیا جائے گا تو کیا ضروری تھا کہ ریاستی اور متوازی اختیارات کو علیحدہ بھی کیا جائے جو اختیارات بچ رہے ہیں وہ مرکز کو حاصل ہوں گے کیا وہ فہرستیں کافی نہ تھیں؟

ان لمبی چوڑی فہرستوں کی وضاحت کا مسئلہ سپریم کورٹ کے لئے پیچیدگیاں پیدا کر دے گا کناڈا کا تجربہ بتاتا ہے کہ فہرستوں میں زیادہ موضوعات درج نہیں ہونے چاہئیں اور ابھی کناڈا کی متوازی فہرست بہت محدود ہے۔

اس فیصلہ پر پہنچنے کے لئے اسمبلی کو کئی باتوں کا دھیان رکھنا پڑا تھا لیکن افسوس کہ اختیارات کی تقسیم کے سلسلہ میں کوئی آسان تر اور چھوٹا طریقہ نہ برت سکی۔

مجموعی طور پر ظاہر ہے کہ آئین ساز اسمبلی مرکز کو زیادہ مضبوط بنانا چاہتی تھی ۱۹۳۵ء کا ایکٹ بھی مرکز کو صوبوں کے معاملات میں دخل دینے کی اجازت دیتا تھا جس سے کناڈا کی طرز کی فیڈریشن کی جھلک ملتی تھی۔ نیا آئین تو ایک ایسی طرز حکومت قائم کرتا ہے جو زیادہ سے زیادہ نیم فیڈرل کہی جا سکتی ہے یا دوسرے لفظوں میں ہندوستان ایک وحدت پسند مملکت ہوگا جس کے ثانوی پہلو فیڈرل ہوں گے بجائے اس کے کہ وہ فیڈرل ہو اور اس کے ثانوی پہلو وحدت پسند ہوں

لیکن یہ بات تو صرف پڑھنے سے پتہ لگتی ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ جب آئین پر عمل ہوگا تو آیا فیڈرل پہلو غالب آتے ہیں یا کہ مرکزیت کا رجحان فیڈرل پہلوؤں پر چھا جاتا ہے۔ بیرونی شاہد تو اس بات کو دانائی تصور کرے گا کہ اسمبلی نے وحدت پسندی پر زور دیا ہے کیونکہ کچھ بھی ہو مستقبل قریب میں ہندوستان کو ایک مضبوط ایگزیکٹو لیکن ساتھ ہی مرکزیت کی ضرورت ہے۔

چنانچہ ہندوستان کا آئین چاہے اس طرح کا فیڈرل نہ ہو کہ جس طرح کا امریکی آئین فیڈرل ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس سے گھٹیا ہے۔ ضروری نہیں کہ فیڈرل طرز ایک اچھی حکومت قائم ہو۔ بات یہ ہے کہ آئین سازوں نے بہا چاہا کہ کسی موجودہ فیڈرل آئین کی ہو بہو پیروی نہیں کی انہوں نے فیڈرل آئینوں کی ان خوبیوں سے باقاعدہ استفادہ کی کوشش کی ہے۔ جو ان کے خیال میں ملک کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔

ہندوستانی آئین ایک برل آئین ہے آج کل لوگوں کا عام طور پر یہ کہنا بہادری تصور کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حکومت اس لئے قائم کی ہے کہ تمام شہریوں کو انصاف آزادی، مساوات، اور بھائی چارا حاصل ہو۔ گو یہ الفاظ اب پرانے معلوم ہوتے ہیں پھر بھی ان میں کشش ہے۔ سیاسیات کے برطانوی طالب علم کو شاید اس بات کا احساس ہوگا کہ آئین میں نظری حقوق پر کچھ زیادہ ہی زور دیا گیا ہے کیونکہ آئرش آئین کی طرح ہند آئین بھی لوگوں کو کئی طرح کے حقوق اور مراعات دینے کی گیارنٹی کرتا ہے۔

برطانوی رائے زنی عمل پسند ہونے کے باعث اسٹیٹ پالیسی کے رہبرانہ اصولوں کو بے سود سمجھتی ہوگی کیونکہ ان اصولوں کو کسی عدالت میں منوایا نہیں جا سکتا اس لئے ان کی حیثیت آرزوؤں اور نصب العین کے منشور سے زیادہ نہیں اس ضمن میں تو ہندوستانی آئین ساز اسمبلی نے آئرش اسمبلی اور یورپی طریق کی پیروی کی ہے۔

ایک بات تو یقینی ہے۔ اگر یہ لبرل اصول ہندی عوام کو اپنی حکومت چلانے میں معاون ثابت ہوئے تو یہ اصول بھی ثابت ہوں گے چاہے وہ برطانوی نظر سے کتنے ہی عجیب کیوں نہ ہوں۔ یہ جمہوری حکومت کا سب سے بڑا حریت پسندانہ تجربہ ہے۔ ہم اسے کامیاب دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔

مصر اور شام کا تجارتی معاہدہ

دمشق ۱۳ فروری۔ خالد بے العظم وزیر اعظم شام نے آج شب میں اس کا انکشاف کیا کہ ان کا ملک مصر سے ایک تجارتی معاہدہ کی گفتگو کر رہا ہے۔ جس کی نوعیت مملکت حجاز و نجد سے حال میں کئے ہوئے تجارتی معاہدہ کی سی ہوگی۔

(باقی بر صفحہ ۸)

سرمایہ دار ممالک کی معاشی بدحالی

مغربی یورپ اور امریکہ کچھ عرصے سے اقتصادی بحران میں مبتلا ہیں۔ ۱۹۴۸ء ان کی بدحالی کا [illegible]۔ امریکہ کو امید تھی کہ مارشل پلان کے ذریعہ وہ اپنی مالی مشکلات کو حل کر سکے گا لیکن جب ملک کی پیداواری حالت پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ نتیجہ امید کے خلاف ہے۔ جولائی ۱۹۴۹ء میں صنعتی پیداوار اکتوبر ۱۹۴۸ء کے مقابلہ میں کم ہے۔ اور فروری ۱۹۴۹ء کے مقابلہ میں تو اور بھی زیادہ کم ہو گئی ہے۔ اگر ۱۹۴۸ء کو امریکہ کی صنعتی پیداوار کا معیاری سال قرار دیا جائے تو اکتوبر ۱۹۴۹ء کے مقابلہ میں ۲۲ فیصدی پیداوار کم ظاہر کر رہا تھا۔ امریکہ کے سرکاری اعداد کے مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۴۹ء میں ۱۶۶ فیصد پیداوار تھی۔ ان اعداد شمار میں ہڑتالوں کی وجہ سے پیداوار میں کمی ہوئی وہ شمار نہیں کی گئی لیکن ان اعداد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰ فیصدی پیداوار ضرور کم ہو گئی ہے۔ یعنی اس قدر جس قدر کہ ۱۹۳۳ء۔ ۱۹۳۲ء کے اقتصادی بحران کے پہلے سال میں کم ہو گئی تھی۔

اقتصادی بدحالی کا اظہار سب سے زیادہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ۱۹۴۹ء کے موسم بہار اور گرما میں سرمایہ دار اپنی دولت کاروبار میں لگانے سے بچتے رہے اور اہم صنعتوں پر سرمایہ لگانے سے اجتناب کیا۔ بعض صنعتوں میں تو ۱۹۴۹ء میں تقریباً ۲۱ فی صدی سرمایہ کم لگایا گیا۔ اس کے علاوہ اقتصادی بحران کی ایک علامت یہ بھی نمودار ہوئی کہ بڑی بڑی دوکانوں کی بکری کم ہو گئی اور یہ کمی ستمبر اور اکتوبر میں خاص طور پر نمایاں ہوئی۔ موٹر کی صنعت پر بھی خاص طور پر اقتصادی بدحالی کا اثر پڑا۔ موٹر کے مشہور کارخانہ جن میں فورڈ اور شیورلیٹ بھی شامل ہیں۔ پیدا شدہ مال کی زیادتی اور نکاسی کی کمی کی وجہ سے نومبر اور دسمبر ۱۹۴۹ء میں عارضی طور پر بند کر دیئے گئے اور جنرل موٹرس کے کارخانے ہفتہ میں صرف چار دن کے لئے چلائے گئے۔ ۱۹۴۸ء کے مقابلہ میں ۱۹۴۹ء میں فیکٹریوں کی تعمیر پر کم سرمایہ صرف کیا گیا اور ۱۹۴۹ء میں ۲۸ فیصدی کی کمی سرمایہ میں اور ہو گئی۔ اسی دور میں نئی دوکانوں اور ریستوران کی تعمیر پر پچھلے سالوں کے مقابلہ میں ۲۳ فیصدی سرمایہ اور کم لگا۔ کساد بازاری کا کوئلہ اور فولاد کی پیداوار پر بھی بہت اثر پڑا۔ ریل کے ذریعہ مال کا ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنا اکتوبر ۱۹۴۹ء میں ۲۰ فیصدی کم ہو گیا۔

اقتصادی بحران کا اثر ملازموں پر بھی پڑا۔ سرکاری اعداد کے مطابق امریکہ میں اس وقت ۴ ملین بیروزگار آدمی بیکار ہیں۔ صنعتی پیداوار میں اس طرح ۲۰ فیصدی کمی ہوئی ہے۔ نئی تجارت اور صنعت پر جو سالانہ سرمایہ لگایا جاتا تھا اس میں ۱۵ کی کمی ہوئی۔ زرعی پیداوار [illegible] ۱۲ اور ۲۲ فیصدی کی کمی ہوئی [illegible] کی پیداوار میں ۲۱ فیصدی کی کمی ہوئی۔ ان اعداد و شمار سے امریکہ کی کساد بازاری اور اقتصادی بحران نمودار ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف لوگوں کی آمدنی پر ٹیکس بڑھایا جاتا ہے جس سے غریب اور متوسط طبقے کی قوت خرید اور بھی کم ہو گئی ہے۔ پھر ملک کی دولت بہت بڑی مقدار میں جنگ کی تیاری اور اسلحہ بنانے کی صنعت پر صرف کی جا رہی ہے جس کے ذریعہ بڑے بڑے اجارہ داروں کی جیبوں میں کروڑوں اور ارب ڈالروں کی رقم جا رہی ہے۔ امریکہ کی حالت پر کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اب مغربی یورپ کو لیجئے جس کی امداد کرنے کا بیڑا امریکہ نے اٹھا رکھا ہے۔ امریکہ نے مارشل پلان کے ذریعہ ان ملکوں کی امداد کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن یہ پلان ان ملکوں کے لئے طوق غلامی بن کے رہ گیا اور یہ ملک امریکہ کے سیاسی اور اقتصادی چنگل میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ مغربی یورپ کے ان سرمایہ دار ملکوں کو مارشل ایڈ (امداد) کے ذریعہ امریکہ نے سخت نقصان پہنچایا ہے۔ ان ملکوں کو مجبور کر کے عام ضروریات زندگی کی چیزیں ان کے ہاتھ فروخت کی ہیں اور اس طرح یہاں کی صنعت کو برباد کیا ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ ان ملکوں کے تقریباً چار کروڑ آدمی بیکار ہیں۔ پھر مزید فوجی تیاریوں کا بار ان جنگ زدہ ملکوں پر ڈال کر اقتصادی بدحالی میں ان کو مبتلا کر رکھا ہے۔

ان ملکوں میں زیادہ ملک ایسے ہیں جن کی برآمد درآمد کے مقابلہ میں بہت کم ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے تجارتی توازن قائم نہیں رکھ سکتے اور درآمد کی قیمت ادا کرنے میں سخت دشواریاں محسوس کر رہے ہیں۔ خصوصاً اس صورت میں جب کہ امریکہ کے مجبور کرنے پر انہوں نے اپنے سکہ کی قیمت کم کر دی ہے چنانچہ ان ملکوں کی طرف سے ۱۹۴۹ء کی دوسری سہ ماہی میں ۱۶۰۰ ملین ڈالر کا قرض تھا جو ۱۹۴۹ء کی پہلی سہ ماہی اور ۱۹۴۸ء کی آخری سہ ماہی کے قرض جات کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ مغربی یورپ کے ملکوں میں صنعتی پیداوار جو ۱۹۴۸ء اور شروع ۱۹۴۹ء ایک غیر معین حالت میں تھی مارچ اور مئی ۱۹۴۹ء میں اس میں خاص طور پر کمی محسوس ہونے لگی اور کثرت پیداوار کا اثر پہلے موسم سرما میں کل صنعت پر اور پھر بھاری صنعت پر پڑا۔ نیدرلینڈ، انگلستان، بلجیم، فرانس اور مغربی جرمنی میں صنعتی پیداوار میں کمی اور خصوصاً فولاد اور کوئلہ کی پیداوار میں کمی یہ ظاہر کرتی ہے کہ مغربی یورپ بھی اقتصادی بحران میں مبتلا ہو گیا ہے۔

اس اقتصادی بدحالی سے امریکہ سرمایہ دار [illegible] یہ خیال کریں کہ محنت کش طبقہ اس بدحالی سے پریشان ہو کر [illegible] اگر وہ یہ سمجھتے ہیں تو ان کو سخت مایوسی ہوگی [illegible] ثابت ہوا ہے کہ گزشتہ ۱۹۴۹ء میں محنت کش طبقہ کی سیاسی اور اقتصادی حقوق کے لئے جدوجہد اور زیادہ بڑھے گی۔ اس سال یہ طبقہ سرمایہ دار جنگ بازوں کے خلاف زیادہ سے زیادہ جدوجہد کرے گا۔

جوہری توانائی پر نگرانی کا مسئلہ

واشنگٹن ۱۳ فروری۔ ممالک متحدہ نے آج یہ پیش کش کیا ہے کہ وہ جوہری توانائی پر نگرانی سے متعلق متحدہ اقوام میں پیش کردہ "کسی تجویز" پر غور کرنے تیار ہیں۔

یہ پیش کش امریکی سائنسدانوں کو دیئے ہوئے صدر ٹرومین کے اس حکم کے پندرہ دن بعد کیا گیا ہے کہ وہ ہائیڈروجن بم کی تیاری شروع کر دیں۔ اس پیش کش کا ذکر آج امریکہ کے نائب وزیر خارجہ برائے امور اقوام متحدہ مسٹر جان ہکرسن نے اپنے بیان میں کیا اور بتلایا کہ یہ روس کے اس الزام کا جواب ہے کہ جوہری توانائی کے مسئلہ پر گفت و شنید مغرب کے طرز عمل کی وجہ سے ختم ہو گئی ہے۔

نائب وزیر خارجہ نے کہا کہ جب تک کوئی بہتر منصوبہ تیار نہ ہو جائے امریکہ جوہری توانائی پر نگرانی سے متعلق جنرل اسمبلی کے منظورہ منصوبہ کی تائید کرتے رہے گا۔ آپ نے بیان کیا کہ ہم نہیں سمجھتے کہ اس منصوبہ کی تیاری میں ساری انسانی صلاحیت صرف کر دی گئی ہے لیکن ہم اس بات کو محسوس بھی کریں گے کہ جوہری توانائی پر نگرانی اور جوہری ہتھیاروں کو نیست و نابود کر دینے کے سلسلے میں کوئی موثر سمجھوتہ ہو جائے۔

امریکہ سنات کی امور خارجہ کی کمیٹی کے آگے تقریر کرتے ہوئے امریکہ کے سابق نائب وزیر مملکت مسٹر ڈبلیو۔ کلیٹن نے کہا کہ "اس مسئلہ کے معاملہ میں روس کے ساتھ معاہدہ اب بدقسمتی کا باعث ہوگا۔ کیونکہ ممالک متحدہ اس کی وجہ سے حفاظت کے جھوٹے احساس میں مبتلا ہو جائے گا۔"

مسٹر کلیٹن نے مغربی دول تو اس نوع کے معاہدے کی پابندی کرنے پر تیار رہیں گے روس پر تو اس معاملہ میں پوری طرح بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

سنات کی مسلح فوجی کمیٹی کے رکن سنیٹر لنڈن جانسن نے آج ارباب صحافت سے کہا کہ روس جوہری ہتھیاروں کی ترقی کے معاملہ میں امریکہ سے دو سال آگے ہے لیکن ممالک متحدہ جوہری بم اور ہائیڈروجن بم کے معاملہ میں اسی طرح غالباً روس سے دو سال آگے ہے۔

ایران اور امن عالم

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

ذاتی کاموں پر صرف ہوا کرتی تھی لیکن اب اس کا کافی حصہ قومی ترقی کے کاموں پر صرف ہو رہا ہے۔

زرعی اصلاحات کے تعلق سے شاہ ایران کی گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے نامہ نگار مذکور نے بیان کیا ہے کہ شاہ ایران چاہتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے کسانوں کی تعداد ملک میں زیادہ ہو جائے اور وہی لوگ زیادہ تر زمینات رو امیں آ جائیں اور بڑے زمینداروں کے قبضہ سے زمینات نکل جائیں۔

امریکی امداد کا تذکرہ کرتے ہوئے نامہ نگار مذکور کے بیان کے بموجب شاہ ایران نے کہا کہ امداد کے مسودہ قانون کی منظوری دراصل کانگریس کی جانب سے ہوتی ہے اور جس وقت میں امریکہ میں تھا اس وقت کانگریس کی میقات ختم ہو چکی تھی۔ بہر حال میرے دورہ کا مقصد امداد کی درخواست کرنا نہیں بلکہ امریکہ کے عوام کو ایران کی صورت حال سے باخبر کرنا تھا۔

"نیویارک ٹائمز" کے نامہ نگار کی مرسلہ اطلاع کے بموجب شاہ ایران نے دوران گفتگو میں ان ملکی اصلاحات کا بھی ذکر کیا جن کا ابھی حال ہی میں نفاذ عمل میں آیا ہے اور کہا کہ عدالتی و انتظامی شعبوں کو منظم کرنے کی اسکیم شعبوں پر عمل کیا گیا ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ جہاں تک اصلاحات کا تعلق ہے کچھ لوگ اس کے مخالف ہیں لیکن ان کی تعداد بہت ہی محدود ہے۔ شاہ ایران نے مزید کہا کہ امریکہ سے ایران کو جو امداد حاصل ہوگی اسے زیادہ تر ملک کی صنعتی ترقی کے کاموں میں استعمال کیا جائے گا۔

آخر میں شاہ ایران نے یہ توقع ظاہر کی کہ منصوبوں کی تکمیل کے بعد ایران کافی ترقی یافتہ کہلانے جائے گا۔ اس کے علاوہ ایران کا محل وقوع کچھ ایسا ہے کہ وہ دنیا میں امن قائم رکھنے میں اہم کام انجام دے سکتا ہے۔

کانوں کے مزدوروں کیلئے مزید سہولتیں

کول مائنز لیبر ویلفیر فنڈ کی مشاورتی کمیٹی کا چوتھا اجلاس ۲۰ فروری کو کتہ گوڑم میں منعقد ہوگا اس اجلاس کے مباحث کا ایجنڈے میں مزدوروں کی فلاح و بہبود کے مختلف تدابیر مثلاً سائبانوں کی تعمیر متحرک طعام خانوں کی خریدی، تفریحی کلبوں کو امداد اسکول وغیرہ کے متعلق تجاویز شامل ہیں۔ مسٹر پی۔ ایچ کرشنا ناماورو لیبر کمشنر کے چیرمین کی حیثیت سے اجلاس کی صدارت کریں گے دوسرے اراکین جو اس اجلاس میں شرکت کریں گے وہ یہ ہیں۔ معتمد صاحب لیبر، معتمد صاحب محکمہ معدنیات، ناظم صاحب معدنیات و پیمائش طبقات الارض، لیبر کمشنر صاحب، لیبر ویلفیر آفیسر معدنیات سیول ایڈمنسٹریٹر صاحب ضلع ورنگل، مسٹر وی۔ بی راجو صدر نائنڈور کالریز ورکرس یونین، جنرل منیجر سنگارینی کالریز کمپنی، مسٹر وی جی ورے سوامی جنرل سکریٹری ساحتی کالریز کمپنی، ڈپٹی جنرل منیجر سنگارینی کالریز کمپنی، مسٹر پی جے رجسٹرار اور مس سرفلاں۔

کول مائنز لیبر ویلفیر فنڈ ریاست کی کانوں سے باہر جانے والے کوئلے کے ہر ٹن پر (۱/۸) آنے کا محصول عائد کرکے جمع کیا جاتا ہے۔ حکومت نے یہ فنڈ کان کنوں کی حالت سدھارنے کے لئے قائم کیا ہے۔

مشاورتی کمیٹی اپنے چوتھے اجلاس میں گزشتہ اجلاس مورخہ ۲۱ اگست سنہ ۱۹۴۹ء کی کارروائیوں کی توثیق کرنے کے علاوہ گوڑم کی کانوں کے مزدوروں کو مزید سہولتیں پہنچانے کی تدابیر پر غور کرے گی اور پچھلے اجلاسوں میں جو اسکیمیں منظور کی گئی تھیں ان پر کئے ہوئے کام کی رپورٹیں بھی سنے گی۔ اجلاس میں مختلف تجاویز پر غور کیا جائے گا جن میں متحرک طعام خانوں کی خریدی، کتہ گوڑم اور تانڈور میں ستانے کے سائبانوں کی تعمیر، مزدوروں اور ملازموں کے بعض تفریحی کلبوں کی امداد اور کتہ گوڑم میں ایک شبی اسکول کی عمارت کی عمارت کی تعمیر کے متعلق بھی تجاویز شامل ہیں۔ تمام کارروائی کی کمیٹی مخالف ملیریا مہم، بچوں کی پرورش گاہوں کے قیام اور کانوں میں ترک مسکرات کی اسکیموں کے سلسلے میں جو کچھ کام ہوا ہے اس سے بھی کمیٹی باخبر ہوگی۔

ہند اور پاکستان میں مصر سمجھوتہ کرائے گا

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳)

کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دولت مشترکہ کے دو ممبر ممالک میں ایک اہم مسئلہ پر اختلافات بڑھتے ہی جا رہے ہیں لیکن برطانیہ روایتی طور پر چپ سادھا ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر کشمیر کا مسئلہ حل کروانے کی بجائے اس کو اور زیادہ پیچیدہ بنانا چاہتا ہے۔ اخبار مذکور نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ ہند اور پاکستان نے کشمیر میں جنگ کرکے فردوس بریں کے ایک بڑے حصہ کو جہنم میں تبدیل کر دیا ہے اور وہاں پر اب بھی ایسے حالات رونما ہیں جن کی وجہ سے توقع ہے کہ دونوں ملکوں میں پھر دوستی پیدا ہو جائے گی اور اس دوستی کا اثر ساری دنیا پر اچھا ہوگا۔

وزیر خارجہ مصر محمد صالح الدین بے کے کل رات کے اعلان کو مصر کے تمام اخبارات نے نمایاں طور پر بڑی سرخیوں سے شائع کیا ہے۔ صالح بے ایک صحافتی کانفرنس کو مخاطب کر رہے تھے انھوں نے انکشاف کیا کہ حکومت مصر کشمیر کے بارے میں ہند اور پاکستان میں پیدا شدہ اختلافات کو دور کرنے کی پوری پوری کوشش کرے گی اور اس مقصد کے لئے مصری سفیر برائے ہند اسمٰعیل کامل بے اور اقوام متحدہ میں مستقل مصری نمائندہ محمد فوزی بے کو قاہرہ طلب کیا گیا ہے تاکہ ان سے مسئلہ کشمیر کو پرامن طور پر حل کروانے کے امکانات کے بارے میں اصلاح و مشورہ کیا جا سکے۔

وزیر خارجہ نے یہ بھی بتلایا کہ یہ کارروائی اس لئے کی جا رہی ہے کیونکہ ہند اور پاکستان دونوں مصر کے دوست ہیں اور وہ دونوں کے بڑھتے ہوئے اختلافات کو ختم کروانا مصر اپنا فریضہ سمجھتا ہے۔ قاہرہ کے ہندوپاکستانی حلقے حکومت مصر کے اس اقدام کو بنظر استحسان دیکھ رہے ہیں۔

اخبار "المصری" نے اپنے آخری اداریئی نوٹ میں ہند اور پاکستان کو توجہ دلائی ہے کہ وہ باہمی طور پر جلد کشمیر کا مناسب حل ڈھونڈیں۔ ورنہ یہ مسئلہ بھی فلسطین کی طرح دول سیاسیات میں الجھ کر پیچیدہ بن جائے گا اور اس کی وجہ سے امریکہ اور برطانیہ وہاں پر اپنا دفاعی موقف مستحکم کرنے کی کوشش کریں گے۔

(ای۔ پ)

امریکہ مشرق وسطیٰ سے معاہدے چاہتا ہے

واشنگٹن۔ ۱۵ فروری۔ امریکی محکمہ خارجہ نے کل رات ایک اعلان جاری کیا ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ حکومت امریکہ مشرق وسطیٰ کے دیگر تمام ممالک سے ایسے معاہدے کرنے تیار ہے جیسے کہ اس نے لبنان کے ساتھ کئے ہیں۔

لبنان اور امریکہ میں حال ہی میں ایک معاہدہ طے پایا ہے اس معاہدہ کے طے پانے سے قبل حکومت لبنان نے امریکہ کے سامنے (۳) شرطیں پیش کی تھیں جس کو حکومت امریکہ نے منظور کر لیا۔ لبنان کی شرط یہ تھی کہ سمجھوتہ میں کوئی چیز ایسی نہ ہو جو عرب لیگ کے منشور کے خلاف ہو اور دوسری شرط کا مقصد یہ تھا کہ امریکہ کے ساتھ لبنان جو معاہدہ کرے گا وہ دوسرے ملکوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے میں مانع ہو اور آخری شرط میں لبنان نے کہا تھا کہ اس معاہدہ کی رو سے وہ کسی بھی قسم کی فوجی یا سیاسی پابندی قبول نہیں کرے گا ملکی خارجہ کے اس پیشکش پر غیر جانبدار مبصرین تعجب کا اظہار کر رہے ہیں۔ ورنہ کہا جا رہا ہے کہ امریکہ مشرق وسطیٰ کے ملکوں کو اتنی زیادہ مراعات کا پیشکش اس لئے کر رہا ہے کہ تاکہ وہ کمیونزم کی جانب مائل ہو لیکن اس پیشکش کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس وقت سارے مشرق وسطیٰ میں جو انقلابی فوجی سرگرمیوں میں مصروف ہیں ان کی بھی سرگرمیاں جاری رکھنے سے منع رکھا جائے۔ (ای۔ پ)

اشتہار در محکمہ عدالت ضلع محبوب نگر مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۵۸ء
نمبر مقدمہ ۲۲ … ۱۳
باجلاس مسٹر خالد محمد عبدالرحیم ایڈیشنل ناظم عدالت ضلع محبوب نگر
ارتھم بالیا مرفع — دعویٰ
بنام
گارلہ باجی نارائن مرافع علیہ — زرنقد

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں مسمی گارلہ باجی نارائن ولد ناگیا قوم بھال ساکن کندکور تعلقہ کلوہ کرتی حال بمقام جڑچرلہ تعلقہ محبوب نگر کے قمن جاری ہوئے مگر مدت پر تعمیل نہیں پا رہے ہیں۔ اس لئے ذریعہ اشتہار مسمی مذکور کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ بتاریخ ۲۰ فروری ۱۹۵۸ء گیارہ بجے وقت اساعت دن بمقام محبوب نگر عدالت ہذا میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر مقدمہ کی پیروی و جوابدہی کریں۔ بصورت ثانی کارروائی ضابطہ عمل میں آئے گی۔

وال۔ آج بتاریخ ۱۳ فروری ۱۹۵۸ء میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

ناظم عدالت

عرب لیگ کے منشور میں دیا گیا ہے انھوں نے کہا کہ اس تجارتی اتحاد کے بعد سیاسی ثقافتی اور فوجی اتحاد کی جانب قدم بڑھایا جائے گا۔

خالد بے نے کہا کہ اسرئیلی خطرہ کا مقابلہ کرنے اور غیر متعین بین الاقوامی صورت حال سے نمٹنے کے لئے مادی طور پر عرب لیگ کے تحفظ کے لئے یونین کے رشتہ اخوت کو مستحکم کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں تجارتی معاہدات اور ایک اجتماعی سیاسی جذباتی اتحاد عرب کے راستے سے تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا۔

اس لئے میرا خیال ہے کہ اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر عربوں کو چاہیئے کہ ایک ہم خیال جماعت کی طرح کام کریں۔ لاذقیہ کی بندرگاہ کی تعمیر سے جو شام کے تجارتی درآمدات میں مدد دے گا اور بیروت کا بدل ہوگا۔ دو کروڑ ۳۰ لاکھ شامی روپیہ کے سرمایہ سے ایک کمپنی بنائی گئی ہے۔

وزیر اعظم شام نے یہ بھی بیان کیا کہ آبپاشی کی سات اسکیمیں اس وقت ہاتھ پر ہیں جن پر (۴۰) لاکھ مصارف ہوں گے اور ان کے تیار ہونے تک ممکن ہے جس سے دوگنی رقم صرف کرنی پڑے۔

غنڈہ گردی کے خلاف احتجاج

ملکاپور کی آریہ سماج نے شیوراتری کے موقع پر رشی بودھ اتسو بڑی دھوم سے منایا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مقامی کانگریس کارکنوں نے یہ خواہش کی کہ ایک مخالف تشدد ڈرامہ پیش کیا جائے۔ چنانچہ محکمہ اطلاعات و تعلقات

عامہ کے شعبہ ڈرامہ جیسی نے ایک ڈرامہ دو پہیہ اسٹیج کیا۔ آندھرا صوبائی کانگریس (ب) کے صدر اور معتمد عمومی شری تریندر جی اور شری رام مورتی نائیڈو بھی اس موقع پر موجود تھے۔

آخر میں شری رام مورتی نائیڈو نے ان مظالم پر تبصرہ کیا جو نام نہاد کمیونسٹوں کی جانب سے تلنگانہ کے علاقوں میں ڈھائے جا رہے ہیں۔ اور عوام سے پُر زور اپیل کی کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں جو تمام ریاست میں امن و امان کو بحال و برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ موصوف نے محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ کا شکریہ ادا کیا جو ڈراموں اور فلموں کے ذریعہ عوام میں مفید کام کر رہا ہے۔

مصر اور شام کا تجارتی معاہدہ

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵)

شام بہت جلد عراق سے اس قسم کا معاہدہ کرنے کی خواہش کرے گا اور عرب لیگ کے دیگر رکن ممالک سے راضی ناموں کے مسودے تیار ہو گئے ہیں ان معاہدات کا مقصد اچھی بنیادوں پر عربوں کی اقتصادیات کو استوار کرنا ہے۔ اور تجارتی کاروبار میں تعاون کرنے کے لئے عملی قدم اٹھانا ہے۔ شام کی حکومت اس اقتصادی اتحاد کی متمنی ہے جس کا خاکہ

دی کوآپریٹو پریس لمیٹڈ میں چھپ کر دفتر ملکت سانچہ قریب حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔